© rasailojaraid.com

دہکتا اور خون آلود بنگلہ دیش

سلیم منصور خالد

پنڈت جواہر لال نہرو کی بیٹی اندرا گاندھی اپنی مجلسوں میں کہا کرتی تھی: ''میری زندگی کا حسین ترین لمحہ وہ تھا، جب میں نے پاکستان میں مداخلت کر کے بنگلہ دیش بنایا''۔ لیکن دوسری طرف عجب معاملہ ہے۔ سابق مشرقی پاکستان کی عوامی لیگ ۱۹۷۱ء کے المیے کو اپنا کارنامہ قرار دیتی ہے، ۴۰ برس بعد ان لوگوں کو قابلِ گردن زنی قرار دیتی ہے، جنھوں نے دشمن ملک کے حملوں کے خلاف اپنے وطن کا دفاع کیا۔ آج کے بنگلہ دیش میں اسی اندرا کے پرستار حکمران پاکستان کا نام لے کر اسلام اور اسلامیانِ بنگلہ دیش کے خلاف آگ اُگل رہے ہیں اور اسلامی سوچ کے حامل افراد کو خون میں نہلا رہے ہیں۔ ۱۰ فی صد ہندو آبادی ان بلوائیوں کا مؤثر حصہ ہے اور دہلی نواز عوامی لیگ کے کارکن اور نیم فوجی تنظیمیں ان کی پشت پناہ ہیں۔ ہندستانی خارجہ پالیسی سے حرارت حاصل کرنے والے ذرائع ابلاغ اس صورتِ حال کو دہکتے الاؤ میں تبدیل کرنے کے لیے ہر لمحہ مستعد ہیں۔

نومبر ۲۰۱۲ء میں جب نام نہاد 'انٹرنیشنل وار کرائمز' ٹربیونل (ICT) کے صدر جج نظام الدین کی غیر اخلاقی، غیر قانونی اور دھاندلی آمیز گفتگو کا بھانڈا بیچ چوراہے پھوٹا، اور اس نام نہاد 'جج' کو استعفا دے کر گھر کی راہ لینا پڑی تو نئی دہلی اور ڈھاکہ میں حکمران پارٹیوں نے بہ عجلتِ تمام ایک ڈراما اسٹیج کرنے کی ٹھانی۔

سب سے پہلا کام یہ کیا کہ وہ نام نہاد 'ٹربیونل' جو بار بار سرکاری وکلا کی حماقتوں اور خانہ ساز گواہوں کے جعلی پن کے ہاتھوں دنیا بھر میں رسوا ہو رہا تھا، اس نے جماعت اسلامی کے قائدین کے خلاف جعلی مقدموں کی کارروائی کو تیز تر کر دیا، تاکہ عوامی لیگ کے 'سیکولر انصاف' کی مزید دھجیوں کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بکھرنے سے بچایا جاسکے۔ یوں ۲۲ جنوری ۲۰۱۳ء کو جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے ایک رہنما ابوالکلام آزاد کو سزاے موت دینے کا اعلان کر دیا۔ اس فیصلے سے بنگلہ دیش کی سیاسی فضا میں بھونچال آ گیا۔ ملک بھر میں اس فیصلے کے خلاف مظاہرے شروع ہوگئے۔ حکومت نے ان مظاہروں سے توجہ ہٹانے اور دہشت طاری کرنے کے لیے عوامی لیگ کے کارکنوں کو مسلح کر کے گلی کوچوں میں پھیلانا شروع کر دیا، جن کی مدد کے لیے 'ریپڈ ایکشن بٹالین' (RAB) اور 'بارڈر گارڈ بنگلہ دیش' (BGB) کے باقاعدہ دستے متعین کر دیے۔

ابھی یہ کش مکش جاری تھی کہ جماعت اسلامی کے دوسرے رہنما عبدالقادر کو عمر بھر قید بامشقت کی سزا سنا دی۔ سزاے موت کے برعکس عبدالقادر کو عمر قید سزا سنانے کا جو مقصد تھا وہ اگلے ہی روز بے نقاب ہوگیا۔ عوامی لیگیوں، کمیونسٹوں اور ہندوؤں نے فوراً یہ مطالبہ اُٹھا دیا کہ 'عبدالقادر کو سزاے موت دی جائے'، اور اس مطالبے کے لیے ڈھاکہ کے ایک چوراہے 'شاہ باغ' کو ان مظاہروں کا مرکز بنانا شروع کر دیا۔ دوسری طرف سوشل میڈیا پر سیکولر قوم پرست بلاگروں نے: اسلام، قرآن، رسول کریمؐ اور اللہ تعالیٰ کے حوالے سے غلیظ ترین جملے لکھنا اور پھیلانا شروع کر دیے (راقم کے لیے ان میں سے ایک جملہ بھی نقل کرنا ممکن نہیں۔ ان جملوں کو پڑھ کر خون کھولتا اور آنکھیں اشک بار ہوتی ہیں)۔ یہ کارٹونسٹ اور بلاگر 'شاہ باغ' مظاہروں کے نمایاں لیڈروں کے طور پر سامنے آئے۔ انھی میں سے ایک اہم بلاگر طارق شنٹو دل کا دورہ پڑنے سے بے ہوش ہوگیا، جسے شیخ مجیب الرحمٰن میڈیکل یونی ورسٹی ہسپتال لے جایا گیا، مگر وہ ملعون جاں بر نہ ہوسکا۔ طارق شنٹو سبھی لوگوں کے سامنے ایڑیاں رگڑتے ہوئے مرا، لیکن حسینہ واجد نے اس کی موت کو المیہ قرار دیا اور آخرت میں نجات کے لیے دعا مانگی (روزنامہ انڈی پنڈنٹ ڈھاکہ، ۲۰ فروری ۲۰۱۳ء)۔ اسی طارق شنٹو کے مرنے کو دینی جماعتوں پر قتل کے الزام کی صورت میں پھیلایا گیا۔

۱۹ فروری کو کاکسس بازار میں جماعت اسلامی اور اسلامی جمعیت طلبہ کے تین کارکنوں کو سرِ بازار گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ ۱۸ فروری کو 'شاہِ باغ' چوک کو پُررونق بنانے کے لیے فلمی دنیا کے طائفے کو بھرپور تشہیر کے ساتھ لایا گیا جنھوں نے پاکستان اور بنگلہ دیش کی دینی جماعتوں کے خلاف زہرآلود تقریریں کیں۔ ۱۹ فروری ہی کو عوامی لیگ نے مطالبہ کر دیا کہ: ''بنگلہ دیش کو جماعت اسلامی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اسلامی جمعیت طلبہ سے صاف کیا جائے''۔ ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ ''مارچ ۲۰۱۳ء کے وسط تک مقدمے کو مکمل کر کے ملزموں کو پھانسی دی جائے''۔

۲۰ فروری کو عبدالقادر کو سزاے موت دینے کے لیے اپیل دائر کی گئی۔ اسی روز بنگلہ دیش حکومت کے وزیر بے محکمہ سرنجیت سین گپتا نے کہا: ''ہمیں ۱۹۷۲ء کا اصل دستور بحال کرنا چاہیے (یاد رہے، اس دستور میں ایک پارٹی سسٹم اور غیر سرکاری اخبارات پر پابندی کا قانون ہے)۔ جماعت اسلامی پر ہر سطح پر پابندی لگانی چاہیے اور اس کے رہنماؤں کو موت کی سزا دی جائے''۔ اسی وزیر نے شیخ مجیب کے سابق ساتھی قانون دان اور بنگلہ دیش کے اوّلین وزیر خارجہ ڈاکٹر کمال حسین اور نوبیل انعام یافتہ ڈاکٹر محمد یونس پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا: ''یہ لوگ جماعت اسلامی کے رہنماؤں کے لیے سزاے موت کی تائید نہ کر کے قومی جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں''۔ (روزنامہ انڈی پنڈنٹ، ڈھاکہ، ۲۱ فروری ۲۰۱۳ء)

۲۲ فروری بروز جمعہ بنگلہ دیش کے شہر شہر اور قصبہ قصبہ اسلامی قوتوں نے اسلامی شعائر کی توہین اور اسلامی قوتوں کی کھلے عام جدوجہد پر پابندی لگانے کی حکومتی مہم کی مذمت کی تو عوامی لیگ کی قیادت میں جوابی حملہ آوروں نے کئی جگہوں پر مساجد کو گھیرے میں لے لیا۔ ڈھاکہ کی مشہور مسجد بیت المکرّم کے سامنے باقاعدہ میدانِ جنگ بنا رہا اور چار کارکنوں کو گولی مار کر شہید اور سیکڑوں کو زخمی کر دیا۔

اسی طرح ۲۴ فروری کو اسلامی قوتوں نے پورے بنگلہ دیش میں ہڑتال کی اپیل کی، جسے ناکام بنانے کے لیے پولیس، پیراملٹری فورس اور عوامی لیگ کے مسلح افراد نے صبح ہی سے مختلف جگہوں پر مظاہرین حملے شروع کر دیے، جس میں ۱۰ کارکن شہید ہو گئے۔

طرفہ تماشا یہ کہ خود مار بھی رہے ہیں اور ساتھ یہ مطالبہ بھی کرتے جا رہے ہیں کہ جماعت اسلامی پر پابندی لگائیں۔ اس سے بڑا مذاق یہ ہے کہ بھارت اور پاکستان کی تمام سیکولر قوتیں اور انسانی حقوق کی علَم بردار پارٹیاں اس ظلم پر خاموش ہیں۔ پاکستان کے دفتر خارجہ کے اہل کاروں کے منہ میں گویا کہ زبان ہی نہیں کہ جو اُس ہرزہ سرائی کا جواب دے، جو روزانہ پاکستان کو گالیوں کی صورت میں سنائی جا رہی ہے۔

© rasailojaraid.com